الفاظِ طلاق سے متعلقہ اُصولوں کی تفہیم وتشریح

(نویں قسط)

مفتی شعیب عالم

پندرہواں فائدہ

اضافت کا بیان

اضافت کا لفظ ایک اصطلاح کے طور پر مختلف علوم وفنون میں استعمال ہوتا ہے، مگر یہاں اس کا فقہی مفہوم مراد ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر طلاق دیتے وقت اس کی نسبت بیوی کی طرف کرے۔ بیوی کی طرف نسبت اس لیے ضروری ہے کہ وہ طلاق کا محل ہے اور محل نہ ہو تو طلاق نہیں ہوتی، جیسا کہ مبیع نہ ہو تو بیع نہیں ہوتی، تمام کتب اس شرط کے ضروری ہونے پر متفق ہیں اور بہت سے مسائل میں طلاق کے عدم وقوع کی وجہ اسی عدم اضافت کو قرار دیا گیا ہے۔ فقہا کہیں لکھتے ہیں کہ: ''لترکہ الإضافة إليها'' اور کہیں صراحت کرتے ہیں کہ: ''لأنه ما أضاف الطلاق إليها'' طلاق کے ذکر میں فقہانے جو تمثیلات پیش کی ہیں، وہ بھی سب کی سب اضافت پر مشتمل ہیں، جیسے: ''أنت طالق، طلقتک، طلقتها،هي طالق وغیرہ'' علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ ایک اصول کے طور پر لکھتے ہیں:

''...لا بد فی وقوعه قضاء وديانة من قصد إضافة لفظ الطلاق إليها...''۔ (۱)

اضافت یا نیت

طلاق کے معاملے میں اضافت کے ضروری ہونے میں تو کلام نہیں، لیکن جب اضافت نہ ہو یا ہو مگر صریح نہ ہو تو پھر شوہر کی نیت دیکھی جائے گی کہ اس کا منشا بیوی کو طلاق دینے کا تھا یا نہیں؟ اگر وہ بیان کر دیتا ہے کہ اس کا مقصد اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا تھا تو طلاق واقع سمجھی جائے گی اور یوں قرار دیا جائے گا کہ اگرچہ لفظوں میں اضافت مفقود ہے، مگر نیت میں موجود ہے:

''لا يقع في جنس الإضافة إذا لم ينو لعدم الإضافة إليها۔'' (۲)

''اضافت والے امور میں جب نیت نہ ہو تو بیوی کی طرف اضافت نہ ہونے پر طلاق واقع نہ ہوگی۔''

یہ حوالہ اس بارے میں صریح ہے کہ اضافت کی عدم موجودگی میں نیت ضروری ہے اور اگر نیت

بھی نہ ہو تو طلاق نہ ہوگی، منطقی زبان میں یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے کہ اضافت یا نیت میں سے کسی ایک کا وجود کافی ہے اور اگر دونوں معدوم ہوئے تو حکم بھی معدوم ہوگا۔

اضافت یا نیت کی ضرورت کیوں؟

نیت اور اضافت میں سے کسی ایک کا ہونا اس لیے شرط ہے کہ اگر یہ دونوں نہ ہوں، یعنی نہ تو شوہر نے بیوی کی طرف اضافت کی ہو اور نہ ہی اس کی نیت اپنی بیوی کو طلاق دینے کی ہو اور محض اس بنا پر طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا جائے کہ اس نے طلاق کا لفظ ذکر کیا ہے تو پھر لازم آئے گا کہ ہر اس شخص کی بیوی کو طلاق پڑ جائے جو طلاق کا لفظ زبان پر لائے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، قرآن وحدیث میں بار بار طلاق کا لفظ آیا ہے، دینی کتابیں اس کے ذکر سے بھری پڑی ہیں، مسلمان ان کتب کو پڑھتے ہیں، اساتذہ ان کا درس دیتے ہیں، طلبہ ان کا تکرار کرتے ہیں، اس طرح بار بار یہ لفظ زبانوں پر آتا ہے، مگر چونکہ نہ اضافت ہوتی ہے اور نہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کی نیت ہوتی ہے، اس لیے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اضافت اور نیت... احتمالی صورتیں

اضافت اور نیت جدا اور الگ الگ چیزیں ہیں اور طلاق کے وقوع کے لیے دونوں میں سے کسی ایک کا وجود شرط ہے، اس لحاظ سے دونوں کو ملایا جائے تو کل چار صورتیں بنتی ہیں، یعنی دونوں موجود ہوں، دونوں مفقود ہوں، دونوں میں سے کوئی ایک مذکور ہو۔

ا:...... دونوں موجود ہوں تو وقوع طلاق میں کوئی کلام نہیں، کیوں کہ کسی ایک کا وجود بھی کافی ہے، چہ جائیکہ دونوں موجود ہوں۔

۲:...... دونوں نہ ہوں تو عدم وقوع یقینی ہے، خانیہ اور خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ:

''رجل قال لأمرته فی الغضب: ''اگر تو زنِ من سہ طلاق'' مع حذف الیاء لایقع، إذا قال: لم أنو الطلاق، لأنہ لما حذف لم یکن مضیفا إلیھا۔''(۳)

''یعنی ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میری بیوی ہے تو تین طلاق'' اور یوں نہ کہا کہ تجھے تین طلاق'' تو طلاق واقع نہ ہوگی، جب وہ یہ کہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی، کیوں کہ جب اس نے ''تجھے'' کا لفظ نہ کہا تو طلاق کی اضافت بیوی کی طرف نہ کی۔''

مذکورہ بالا جزئیے میں جب شوہر نے ''تجھے'' نہ کہا تو اضافت نہ ہوئی اور جب اس نے اظہار کر دیا کہ میرا ارادہ طلاق کا نہ تھا تو نیت کی بھی نفی ہوگئی اور اور جب دونوں نہ پائے گئے تو طلاق بھی نہ ہوئی۔ اس قسم کے کئی جزئیات کتب میں مذکور ہیں، مثلاً محیط میں ہے کہ ایک شرابی نے اپنی بیوی سے کہا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے طلاق دوں؟ بیوی نے کہا ''ہاں!'' چاہتی ہوں، تو خاوند نے کہا کہ اگر تو

میری بیوی ہے تو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، اٹھ اور میرے پاس سے نکل جا۔ خاوند کا بیان ہے کہ میں نے اس کہنے سے طلاق مراد نہیں لی تو اس کی بات قابل قبول ہوگی۔ اس طرح ایک نشے والے کی بیوی بھاگ گئی، اس نے تعاقب کیا، مگر اُسے پکڑ نہ سکا تو اس نے کہا تین طلاق کے ساتھ، اب اگر وہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کے ارادے سے کہا ہے تو طلاق ہوگی اور اگر کچھ نہ کہے تو طلاق نہ ہوگی۔

۳:...... تیسری صورت یہ ہے کہ اضافت نہ ہو مگر نیت ہو۔ اس صورت میں بھی طلاق ہو جائے گی۔ پچھلے حوالہ جات میں صرف عدم اضافت کو کافی نہیں سمجھا گیا، بلکہ اس کے ساتھ عدم نیت کو بھی ضروری ٹھہرایا گیا ہے، جس کا کھلا اور صاف مفہوم یہ ہے کہ اگر لفظوں میں اضافت نہ ہو، مگر نیت میں اضافت ہو تو طلاق واقع ہے۔ اس موضوع پر حوالہ جات آگے نیت کے بیان میں درج کیے جائیں گے۔

۴:...... چوتھی صورت یہ ہے کہ نیت نہ ہو مگر اضافت ہو۔ اس صورت کا حکم بھی واضح ہے کہ طلاق ہو جائے گی، کیوں کہ نیت یا اضافت میں سے کوئی ایک موجود ہے، مگر جب اضافت لفظوں میں نہ ہو بلکہ معنوی ہو تو یہ صورت سب سے زیادہ الجھن پیدا کرتی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ نظری حیثیت سے اضافت کا مسئلہ بڑا واضح، الجھن سے پاک اور اختلاف سے خالی نظر آتا ہے، مگر حقیقت میں اس مسئلے کی عملی تطبیق کافی مشکل ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ اضافت کا مسئلہ باوجود مختصر ہونے کے فقہ کے چند الجھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ بلند پایہ فقہا نے اُسے الگ سے موضوع بحث بنایا ہے۔ اس پیچیدگی کا سبب جزئیات کا اختلاف اور ان کا باہم تعارض نظر آتا ہے۔ ایک اصول کی حیثیت سے یہ مسلمہ اور متفقہ قاعدہ ہے کہ وقوع طلاق کے لیے اضافت ضروری ہے، مگر کہیں بظاہر اضافت نہیں ہوتی اور طلاق واقع ہوتی ہے اور کہیں شوہر کے الفاظ میں اضافت مفقود نظر آتی ہے، مگر وقوع کا حکم لگا دیا جاتا ہے، بعض جزئیات میں مذاکرۂ طلاق کی صورت ہوتی ہے اور شوہر بیوی کے مطالبے پر اس سے مخاطب ہو کر طلاق کے الفاظ ادا کرتا ہے، یعنی اضافت معنویہ موجود ہوتی ہے، مگر حکم عدم وقوع طلاق کا ہوتا ہے اور بعض مرتبہ حکم اس کے برعکس ہوتا ہے۔ بعض مسائل میں طلاق واقع سمجھی جاتی ہے، مگر یہ کہ شوہر حلفیہ انکار کر دے اور بعض میں شوہر کا اتنی وضاحت دے دینا کافی ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ طلاق کا نہ تھا۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

امداد المفتین میں حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ شامل کیا ہے، جس کا نام ''حكم الإنصاف في الطلاق الغير المضاف'' خود حضرت مفتی صاحبؒ نے تجویز کیا ہے، اس رسالے پر بشمول حضرت مفتی صاحبؒ، حضرت گنگوہیؒ، شیخ الہندؒ اور مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم سمیت بڑے بڑے اکابر اہل فتاویٰ کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔ رسالہ ایک سوال کے

www.banuri.edu.pk

جواب میں ہے اور جواب میں فقہا کی جو عبارتیں صریح اضافت نہ ہونے کی صورت میں مختلف نظر آتی ہیں، ان کے درمیان تطبیق دی گئی ہے اور خود ہی حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام بحث کا نچوڑ اور خلاصہ بھی بیان فرمادیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

’’محصل ایں مقالہ آنکہ در تطلیق اضافت صریحہ ضرور نیست و نہ اضافت معنویہ لابدیہ است۔‘‘

چند سطور کے بعد رقم فرماتے ہیں کہ جن عبارات میں عدم وقوع طلاق کا ذکر ہے، وہ اس صورت میں ہے کہ نہ شوہر کی نیت ہو اور نہ اس لفظ سے طلاق دینے کا عرف ہو:

’’...عدم وقوع آں وقت است کہ ارادۂ طلاق زن نہ باشد، نہ عرف جاری باشد۔‘‘(۴)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے باہم متعارض ومتصادم عبارات کے درمیان جوڑ اس طرح بٹھایا ہے کہ وقوعِ طلاق کے لیے مطلق اضافت تو شرط ہے، لیکن صریح اضافت شرط نہیں ہے اور مطلق اضافت کا وجود کسی مضبوط اور قوی قرینے کے مرہون منت ہوتا ہے، اگر قرینہ ضعیف اور کمزور ہو تو وہ اضافت کی شرط پوری کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ یہ سوال کہ قرینہ کب قوی ہوتا ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرینہ چار قسم پر ہے ۱: صریح اضافت۔ ۲: نیت۔ ۳: سوال میں اضافت۔ ۴: عرف۔ آخر میں بطور نتیجہ اور حاصل کے لکھتے ہیں کہ جن جزئیات میں عدم وقوع طلاق کا حکم ہے، اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان میں صریح اضافت موجود نہیں، بلکہ سرے سے اضافت ہی نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

’’الجواب: از قواعد وجزئیات چناں می نماید کہ شرط وقوع طلاق مطلق اضافت ست، نہ کہ اضافت صریحہ، آرے تحقق مطلق اضافت محتاج ست بقرآئن قویہ، وقرائن ضعیفہ محتملہ درآں کافی نیست۔ پس در جزئیاتیکہ حکم بعدم وقوع کردہ اند، سببش نہ آنست کہ در وا اضافت صریحہ نیست، بلکہ سبب آن ست کہ در و قرینہ قویہ بر اضافت قائم نیست۔ وآں قرینہ بہ تتبع چند قسم است۔ اول: صراحت اضافت وآں ظاہر است کما قولہ اینکت۔ دوم: نیت کما فی قولہ عینت امرأتی، واز عبارت خلاصہ ’’وإن لم يقل شيئا لايقع ‘‘ شبہ نہ کردہ شود کہ نیت بلا اضافت صریحہ کافی نیست، زیرا کہ معنی لايقع أی لا يحكم بوقوعه مالم يقل عنيت است چرا کہ بدون اظہار نادیگراں را علم نیت چگونہ می تواں باشد، فإذا قال: ’’عنيت‘‘ يقع، لا لقوله عنيت، لأنه ليس موضوعا للطلاق بل بقوله سه طلاق مع النية فافهم، فإنه متعين متيقن۔ سوم: اضافت درکلام سائل کما فی قولہ ’’دادم‘‘ فی جواب قولها ’’مرا طلاق دہ‘‘ ولہذا ثلث واقع شود لتکرارها ثلاثا، ورنہ کلام ’’دادم‘‘ نہ برائے طلاق موضوع است ونہ برائے عدد ثلثہ۔ چہارم: عرف کما فی روایۃ الشامی: الطلاق يلزمنی ‘‘ پس در جزئیاتیکہ ہمہ قرائن

مفقود باشند طلاق واقع نہ خواہد شد، لا لعدم الإضافة الصریحة بل لعدم مطلق الإضافة، پس بریں تقریر درمسائل ہیچ گونہ تدافع نیست، هذا ما عندی ولعل عند غیری أحسن من هذا۔[(۵)]

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

امداد الاحکام میں ''إزالة الإغلاق عن إضافة الطلاق'' کے نام سے اضافت کے مسئلے پر ایک مستقل رسالہ موجود ہے۔ اس رسالے میں جزئیات کا تعارض بایں الفاظ دور کیا گیا ہے:

''جن جزئیات میں اضافت صریحہ نہ ہونے کی وجہ سے عدم وقوع کا حکم مذکور ہے، ان کا مطلب یہی ہے کہ اگر زوج ارادۂ طلاق زوجہ کا انکار کرے اور قرائن بھی ارادۂ زوجہ پر قائم نہ ہوں تو طلاق واقع نہ ہوگی، لیکن اگر قرائن اضافت الی الزوجہ پر قائم ہوں تو قضاءً بہرحال واقع ہے جب کہ اضافت معنویہ خطاب یا اشارہ موجود ہے...''۔[(۶)]

اس اقتباس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اضافت معنوی ہو اور قرینہ بھی اضافت پر قائم ہو تو قضاءً طلاق واقع ہے اور اگر قرینہ نہ ہو اور نیت بھی نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی جو سوچ مذکورہ رسالے کے پس پشت ہے اور جس سے کام لے کر انہوں نے جزئیات کا تعارض حل کیا ہے، وہ قضا اور دیانت کا فرق ہے، مگر اس سوچ کے بارے میں اپنا تذبذب بھی ظاہر کر دیا ہے، رسالے کے اختتام پر تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ نے اس تحریر کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ: میرے نزدیک فقہا کی عبارات مطلقہ درباب عدم وقوع بسبب عدم اضافت کو دیانت پر محمول کرنا تقییدِ اطلاق ہے، کیونکہ لایقع میں نکرہ تحت نفی ہے جو عام ہے، اس کو بلا دلیل خاص نہیں کر سکتے، ہاں! یقع نکرہ تحت الاثبات ہے جو عموم میں نص نہیں، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس کو عدمِ وجودِ قرائن پر محمول کیا جائے اور عباراتِ مفیدہ کو قرائن پر، کما فی الجواب۔ قلت وإلیه یمیل قلبی ولکن فی النفس بعد شیء ولعل اللّٰه یحدث بعد ذلک أمرًا۔''

حوالہ جات

۱:......ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر: ان الصریح...ج:۳، ص:۲۵۰، ط: سعید

۲:......الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ، ج:۱، ص:۳۸۲، ط: رشیدیہ

۳:......ایضاً۔

۴:......امداد المفتین، کتاب الطلاق، ص:۵۰۸۔

۵:......امداد الفتاویٰ، کتاب الطلاق، ۲/۴۴۷، ط: دارالاشاعت

۶:......امداد الاحکام، ج:۲، ص:۳۹۴

(جاری ہے)